الفضل
ایڈیٹر غلام نبی
قادیان دار الامان
THE DAILY
ALFAZL QADIAN.
یوم جمعہ
جلد ۲۸ | ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۹ھ | ۱۷ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ ہش | ۱۷ مئی سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۱۲

آریہ سماج بلحاظ ایک مذہبی تحریک ختم ہو چکی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکتوبر ۱۹۰۵ء میں آریہ سماج کے متعلق فرمایا۔ کہ:-

"ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے۔ کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لو گے" (تذکرہ)

اور "الفضل" کے صفحات پر بیسیوں مرتبہ آریہ سماجی لیڈروں کے قلم و زبان سے اس بات کا اعتراف پیش کیا جا چکا ہے کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے کیونکہ بانی آریہ سماج سوامی دیانند نے ویدک دھرم کا جھنڈا تمام دنیا میں بلند کرنے اور اس مذہب کو تمام ادیان عالم پر غالب کرنے کی جو تحریک شروع کی تھی۔ وہ ختم ہو چکی ہے بے شک آج آریہ سماج کا نام زندہ ہے اور اس کے نام سے بعض ادارے بھی وابستہ نظر آتے ہیں۔ بعض سکول ہیں۔ کالج ہیں۔ یتیم خانے ہیں۔ بیواؤں کی شادی کے انتظامات ہیں۔ دوسروں سے مقابلہ کی رُوح بھی کہیں کہیں نظر آتی ہے چنانچہ حیدر آباد میں ستیہ آگرہ کی تحریک پر گذشتہ سال آریہ سماجی کہلانے والے لاکھوں روپیہ خرچ کر چکے اور ہزاروں والنٹیر پیش کر چکے ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں۔ جو آریہ سماج کے بلحاظ ایک مذہبی تحریک زندہ ہونے کا ثبوت کہلا سکے۔ یہ سب کچھ بطور ایک سوسائٹی کے کیا جا رہا ہے اور اس میں عصبیت کی رُوح کام کر رہی ہے ہندو لیڈر چونکہ محسوس کرتے ہیں کہ اس روشنی اور تعلیم کے زمانہ میں اسلام کی صداقتیں ایسی صفائی سے دُنیا کے سامنے آ رہی ہیں۔ اور اس کی تعلیم دُنیا کی ہر قسم کی تمدنی معاشرتی اور اقتصادی خرابیوں۔ اور مشکلات کا واحد علاج ثابت ہو رہی ہیں۔ اس سے ہندو نوجوانوں کا اس کے سامنے جھک جانا لازمی ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ وراثتاً ان کے قلوب میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو غلط خیالات بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے پیش نظر وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے اپنے نوجوانوں کو اپنے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے اپنے اہتمام و انتظام کے ماتحت درسگاہیں اور تعلیمی ادارے وغیرہ قائم کرتے ہیں۔ اور ان پر روپیہ بھی بے دریغ صرف کرتے ہیں۔ اسی طرح حیدر آباد کی طرح کی ستیہ آگرہ کی تحریکات بھی محض ملک میں سیاسی تفوق اور غلبہ کے حصول کے جذبات کے ماتحت ہیں اور قومی تعصب اور تنگدلی کی وجہ سے۔ ورنہ ان میں سے کسی ایک کے بھی یہ معنے نہیں۔ کہ آریہ سماجی ویدک دھرم کو افضل ترین مذہب سمجھتے۔ اور اسے دُنیا کا آئندہ مذہب یقین کرتے ہیں۔ یا ویدوں پر ایسا ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اس کی صداقتوں کو دُنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے بے قرار ہیں۔

حقیقت یہی ہے۔ کہ آریہ سماج گو بلحاظ ایک سوسائٹی دُنیا کے سٹیج پر نظر آ رہی ہے۔ لیکن مذہبی لحاظ سے وُہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اس کا ایک ادنےٰ ثبوت یہ ہے کہ وُہ آریہ سماج جو ایک ریاست میں معمولی سے حقوق حاصل کرنے کے لئے دس لاکھ روپیہ خرچ کر چکی ہے۔ اور جو اسی طرح لاکھوں روپیہ ہر سال سکولوں اور کالجوں پر خرچ کر رہی ہے جس نے کئی یتیم خانے وغیرہ کھول رکھے ہیں۔ ویدوں کے پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے کا کوئی انتظام نہیں کرنا چاہتی۔ بانی آریہ سماج نے ویدوں کی جس قدر تعریف کی۔ اور جس طرح انہیں تمام صداقتوں کا بھنڈار قرار دیا ہے۔ اور پھر آریہ سماج جس زور شور کے ساتھ اس ادعا کی تشہیر کرتی رہی ہے۔ اس کے پیش نظر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ نہ صرف آریوں کے گھر گھر میں وید موجود ہوتے۔ بلکہ اور بھی جو کوئی ان سے مستفید ہونا چاہتا۔ اسے مل سکتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں میں سے شاید ہی کوئی ایک آریہ ایسا ہو جس نے کبھی وید کی شکل دیکھی ہو۔ اور ایسا تو شاید ہی کوئی ہوگا جس نے انہیں کھول کر دیکھا ہو۔ کہ ان میں کیا لکھا ہے۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آریہ سماج کے نزدیک ویدوں اور ان کی تعلیم کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے:-

مہاشہ خوشحال چند صاحب خورسند آف ملاپ نے ۱۲ مئی کو آریہ سماج انار کلی لاہور میں "دھارمک زوال کے اسباب" پر جو تقریر کی۔ اس کا ایک ایک حرف ہمارے اس بیان کا مصدق ہے کہ آریہ سماجی ویدوں اور ویدک دھرم پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتے۔ خورسند صاحب نے کہا:-

"ہمارے ویدک دھرم کے زوال کا سبب ویدوں اور ہمارے دھرم میں ہمارے وشواش اور شردھا کی کمی ہے۔ چونکہ ویدوں میں ہمارا وشواش کم ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم نے وید اور دھرم کے پرچار کے لئے قربانی کرنی بھی چھوڑ دی..... آج ویدک دھرم کا پرچار بہت محدود ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ویدوں میں ہماری شردھا اور وشواس کم ہو گیا ہے۔ آریہ سماج کے ہر ایک فنڈ کے لئے دان مل سکتا ہے۔ مگر ویدک دھرم کے لئے نہیں ملتا۔ حصار کے قحط کے لئے روپیہ مل سکتا ہے۔ حیدر آباد ستیہ آگرہ کے لئے لاکھوں روپیہ جمع ہو گیا۔ سکولوں اور کالجوں کے لئے روپیہ مل جاتا ہے۔ مگر وید پرچار فنڈ کے لئے ملنا مشکل ہے۔ سارو دیشک سبھا کے ۳۵ فنڈ ہیں۔ اور ہر ایک فنڈ میں کافی روپیہ ہے۔ مگر پچھلے سال وید پرچار فنڈ میں صرف ۳۵ روپے تھے۔"

کیا یہ الفاظ اس بات کا ثبوت نہیں کہ ویدک دھرم کو دُنیا میں غالب کرنے کا جو خواب سوامی دیانند جی نے دیکھا تھا۔ اس کا شرمندۂ تعبیر ہونا تو الگ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

کراچی ۱۴ مئی - ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے حسب ذیل تار بنام "الفضل" ارسال کیا ہے:۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پرسوں بخار ہو گیا تھا۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور اچھے ہیں۔ حضور کے خاندان کے افراد اور خدام بخیریت ہیں :۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۵ ہجرت ۱۳۱۹ ہش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج سر درد کی وجہ سے علیل ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو اعصابی تشنج اور درد کے دورے کی تکلیف بدن کے مختلف حصوں اور دل کے مقام پر رہی۔ جس کے ساتھ سخت گھبراہٹ اور بے چینی بھی تھی۔ گو کل کی نسبت آج دورہ کم رہا۔ اور دن کو نسبتاً سکون رہا۔ مگر شام کے قریب تکلیف زیادہ بڑھ گئی۔ احباب خصوصیت سے صحت کے لئے دعا کریں۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے کے لڑکے عبداللطیف کو ۱۰۰ درجہ کا بخار ہے۔ مولوی رحمت علی صاحب سابق مبلغ جاوا کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں سب کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

تحریک جدید کا چندہ ۳۱ مئی تک ادا کیا جائے

جو احباب تحریک جدید سال ششم کا چندہ ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء تک اپنے وعدہ کے مطابق پورا کر دیں گے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور ان کے نام دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اگر آپ نے اپنا وعدہ ابھی تک پورا نہیں کیا۔ تو توجہ فرما کر فوراً پورا کریں۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

وی۔ پی ضرور وصول کر لئے جائیں

یورپ میں جوں جوں جنگ شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اخبار کی کاغذ کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے۔ اور اس طرح مالی مشکلات میں بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں جہاں احباب کا یہ فرض ہے۔ کہ اخبار کی اشاعت بڑھانے کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ قیمت کی وصولی کے لئے جو وی۔ پی بھیجے گئے ہیں وہ ضرور وصول کر لئے جائیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں عظیم الشان انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ اور وہ جماعت جو دنیا میں روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ رونما ہونے والے ضروری حالات سے بھی آگاہ رہے۔ جس کا آسان طریق "الفضل" کا مطالعہ ہے

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بابت ۱۳۱۹ ہش

امسال نظارت تعلیم و تربیت کے زیر انتظام جو امتحان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا نومبر ۱۹۴۰ء (ماہ نبوت ۱۳۱۹ ہش) میں ہونے والا ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل کتب بطور نصاب رکھی گئی ہیں۔ براہین احمدیہ حصہ اول۔ دوم۔ سوم۔ شحنہ حق۔ حجۃ الاسلام۔ تحفہ قیصریہ اور راز حقیقت۔ امتحان میں شریک ہونے والوں کی پانچویں قسط اب شائع کی جاتی ہے۔

رول نمبر	نام	رول نمبر	نام
۲۰۷	میاں شمس الاسلام صاحب ملتان	۲۳۸	عبدالسلام صاحب بورڈنگ تحریک جدید قادیان
۲۰۸	" محمد حیات خانصاحب "	۲۳۹	منور احمد صاحب " "
۲۰۹	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب بی۔ اے "	۲۴۰	نذیر احمد صاحب " "
۲۱۰	" محمد اسلم صاحب سنہاس لاہور	۲۴۱	محمد اسحاق صاحب " "
۲۱۱	ممتاز اختر صاحبہ قادیان	۲۴۲	نصیر احمد صاحب " "
۲۱۲	مبارکہ شوکت صاحبہ "	۲۴۳	عبداللطیف صاحب " "
۲۱۳	منشی رمضان علی صاحب قادیان	۲۴۴	رشید احمد صاحب ملک " "
۲۱۴	صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹر کلکتہ	۲۴۵	ظفر اللہ خانصاحب " "
۲۱۵	نذیر احمد صاحب "	۲۴۶	صاحبزادہ عبدالرشید صاحب " "
۲۱۶	سید بدرالدین صاحب "	۲۴۷	عبدالسلام صاحب دارالعلوم "
۲۱۷	محمد اسحاق صاحب "	۲۴۸	ناصر الدین صاحب بورڈنگ مدرسہ احمدیہ "
۲۱۸	مولوی ظل الرحمن صاحب مبلغ "	۲۴۹	محمد احمد صاحب " "
۲۱۹	مولوی عبدالکریم صاحب شرما دارالفضل قادیان	۲۵۰	بشارت احمد صاحب " "
۲۲۰	ملک بشارت احمد صاحب " "	۲۵۱	عبداللطیف صاحب " "
۲۲۱	منور احمد صاحب " "	۲۵۲	نواب غلام احمد خانصاحب حیدرآباد دکن
۲۲۲	ملک منصور احمد صاحب " "	۲۵۳	نور الحق صاحب "
۲۲۳	عبداللطیف خانصاحب " "	۲۵۴	مومن حسین صاحب "
۲۲۴	قاضی رشید الدین صاحب " "	۲۵۵	عبدالستار صاحب فاروقی "
۲۲۵	محمد اکبر صاحب جلیل " "	۲۵۶	محمد حبیب الدین صاحب "
۲۲۶	چودھری عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل "	۲۵۷	محمد عبدالقادر صاحب صدیقی "
۲۲۷	قاضی رشید احمد صاحب دارالفضل "	۲۵۸	میر محمد عبدالقادر صاحب "
۲۲۸	عطاء اللہ صاحب " "	۲۵۹	محمد عبدالجلیل صاحب "
۲۲۹	چوہدری محمد احمد صاحب " "	۲۶۰	محمد لقمان صاحب "
۲۳۰	حافظ عبدالواحد صاحب " "	۲۶۱	محمد معین الدین صاحب "
۲۳۱	عبدالباسط صاحب " "	۲۶۲	محمد عبداللہ صاحب "
۲۳۲	مولوی امام الدین صاحب مولوی فاضل بورڈنگ تحریک جدید قادیان	۲۶۳	مولوی عبدالسلام صاحب عمر بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی حیدرآباد دکن
۲۳۳	چوہدری عبدالواحد صاحب " "	۲۶۴	مولوی محمد الدین صاحب مبلغ اوجرہ ضلع شاہ پور
۲۳۴	مولوی محمد احمد صاحب مولوی فاضل " "	۲۶۵	میاں اللہ بخش صاحب " "
۲۳۵	چودھری فضل احمد صاحب "	۲۶۶	سردار محمد صاحب "
۲۳۶	اقبال احمد خانصاحب "	۲۶۷	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیا لگڑھی گھٹیالیاں
۲۳۷	عبدالقیوم صاحب "	۲۶۸	سید داؤد مظفر صاحب احمدیہ ہوسٹل لاہور

۲۶۹ منشی محمد شفیع صاحب [illegible] ۵ تحصیل [illegible] ۲۷۰ [illegible] ۲۷۱ [illegible] قادیان

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق و حکمت سے پُر ارشادات

حضرت سید محمد اسحاق صاحب کے درس الحدیث سے مختصر نوٹ

بندوں کا خدا پر حق

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہٗ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ نہ ماننا۔ کہ بندوں کا بھی خدا تعالےٰ پر حق ہے غلطی ہے۔ جبکہ خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ حقًا علینا ننج المؤمنین حق علینا نصر المومنین۔ کان وعدہٗ مسئولًا۔ کہ جو سچے اور مخلص و متوکل مؤمن بن جاتے ہیں۔ ان کا ہم پر حق ہو جاتا ہے کہ ہم ان کی عندالضرورت مدد کریں۔ اور وہ ہم سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وعدہ تیرا ہم سے یہ وعدہ تھا۔ تو اسے اب پورا کر۔

ان آیات سے صراحتًا اور وضاحتًا ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے بندوں کے لئے اپنی ذات پر بعض حقوق فرض کر لیتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے۔ کہ یہ حقوق تمہارے لئے میں نے اپنی ذات پر عائد کر لئے ہیں۔ لہٰذا تم ان کا مجھ سے مطالبہ کر سکتے ہو۔ پس وہ حقوق جن کو وہ اپنی ذات کے لئے خود لازم کر لیتا ہے۔ انہیں وہ ضرور عطا کرتا ہے۔ اور بندوں کو اپنے خدا پر حق حاصل ہے۔ کہ دعوے سے کہہ سکیں۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری ضرور مدد کرے گا۔ اور اپنے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا۔ ہاں بندے کا خدا تعالےٰ پر کوئی ایسا ذاتی حق نہیں جس کو ادا نہ کر سکنے سے وہ نعوذ باللہ مخلف الوعد قرار پائے۔

باقی رہا خدا تعالےٰ کا غنی ہونا تو غنی ان معنوں میں ہے۔ کہ چاہے تو عذاب دے۔ اور چاہے تو بخش دے۔ ان معنوں میں غنی نہیں کہ چاہے تو وعدہ پورا کرے۔ اور چاہے تو وعدہ پورا نہ کرے۔ کیونکہ یہ وصف نہیں۔ بلکہ نقص اور عیب ہے۔ جو ایک سچی اور باغیرت انسان کی طرف بھی منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ اُسے خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جائے۔

خاکسار راقم نے اس موقعہ پر استفسار کیا۔ کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ کہ خدا تعالےٰ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ کسی کو کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ اس سے پوچھ سکے کہ ایسا کیوں کیا۔ اور ایسا کیوں نہیں کیا؟ ہاں خدا تعالےٰ ان سے پوچھ سکتا ہے۔ اور پوچھے گا۔ کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ ایسا کیوں نہیں کیا؟

فرمایا۔ اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ جو آپ سمجھے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ بے عیب اور بے نقص ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اس آیت کی دو تشریحیں فرمایا کرتے تھے۔

اول یہ کہ خدا تعالےٰ تمام عیوب اور نقائص سے پاک اور منزّہ عن الخطا ہے۔ کیونکہ کسی کو پوچھا تبھی جاتا ہے جب اس میں کوئی نقص۔ اور خرابی ہو۔ اور سوال پیدا ہو سکے۔ کہ یہ نقص اور عیب اس چیز میں کیوں ہے؟ اور کب سے ہے؟ مگر جب خرابی، اور نقص سرے سے ہو ہی نہیں۔ تو پوچھے گا کون؟ تو فرمایا لَا یُسْئَلُ چونکہ خدا ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ لہٰذا اس سے پوچھا بھی نہیں جائے گا۔

دوسری تشریح یہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالےٰ کی ذات۔ صفات۔ اور افعال ازل سے ہیں۔ اس لئے اس کے افعال و صفات اور ذات کے متعلق پوچھا نہیں جا سکتا۔ کہ وہ کب سے ہے۔ کیونکہ جو چیز پہلے نہ ہو۔ اور پھر ہو جائے۔ تو سوال ہوگا۔ کہ اس کا خالق اور صانع کون ہے؟ کونسی چیز ہے۔ جو اسے نیست سے ہست میں لائی ہے۔ اگر خدا پہلے نہ ہو۔ اور پھر ہو۔ تو سوال ہوگا۔ کہ پھر کونسی چیز اس کو وجود میں لائی۔

اسی طرح اگر اس کے افعال اور صفات ازل سے نہ ہوں۔ بلکہ بعد میں اس کے اندر پیدا ہوئے ہوں۔ تو بھی سوال ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ کے اندر یہ صفات اور قوتیں کس نے ودیعت کئے۔ اور جب یہ دونوں صورتیں مان لی گئیں۔ تو پھر خدا تعالےٰ کو محدث ماننا پڑے گا۔ اور محدث متغیر ہوتا ہے۔ اور متغیر فانی۔ اور آخر کار معدوم ہو جاتا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ نعوذ باللہ خدا تعالےٰ فانی ہے۔

پس اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ذات ازل سے ہے اور اس کے افعال، اور صفات ہمیشہ سے ہیں۔ وہ حادث نہیں۔ اور جب حادث نہیں۔ تو پھر لَا یُسْئَلُ۔ یہ سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ کی ذات اور اس کے اندر یہ صفات کب سے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا۔ کہ خدا تعالےٰ کی ذات کی طرح اس کی تمام صفات بھی ازلی۔ اور ابدی ہیں۔ اور یہ کہ وہ ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔

خاکسار محمود احمد خلیل
شاہ پوری

حضرت مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا

ایک زبردست نشان ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں۔ کہ حضرت عیسٰے بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ اور ان کا بے باپ پیدا ہونا ایک نشان تھا۔ اس بات پر کہ اب بنی اسرائیل کے خاندان میں نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے ساتھ وعدہ تھا۔ کہ بشرطِ تقوے نبوت بنی اسرائیل کے گھرانے سے ہوگی۔ لیکن جب تقوے نہ رہا۔ تو یہ نشان دیا گیا۔"

(دیکھو سلسلہ تصنیفات احمدیہ مرتبہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ حصہ ۲۶۴)

پھر فرماتے ہیں:۔ "نبیوں کی تکذیب اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انہوں نے خدا کے نورانی بندوں کی قدر نہیں کی۔ اس لئے حضرت عیسٰے پر اس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ یہ حکم رضامندی کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ ناراضگی کی وجہ سے تھا۔ خود حضرت مسیح کی پیدائش بطور نشان کے تھی۔ یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت عیسٰے کو بن باپ پیدا کر کے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا۔ کہ تمہاری شامتِ اعمال کی وجہ سے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے۔" (صفحہ ۲۸۸۔ کتاب مذکور)

ان حوالہ جات کی موجودگی میں جو مولوی محمد علی صاحب کی انجمن نے شائع کئے ہیں۔ غیر مبایع اصحاب۔ غور فرمائیں۔ کہ ان کے حضرت امیر بلحاظ عقائد ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے برگشتہ کر کے کس طرف سے جا رہے ہیں۔

خاکسار مرزا احمد شریف بیگ از گجرات۔

مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک گالی کی تعریف

(۱)

احباب کو معلوم ہے۔ کہ فریق لاہور کے افراد کو امتیاز کے لئے "غیر مبائعین" یا بعض وقت اخبار "پیغام صلح" کی طرف نسبت کے لحاظ سے پیغامی کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ دونوں لفظ محض جماعت احمدیہ قادیان سے لاہوری فریق کو الگ کرنے کے لئے ہیں۔ بطور گالی یا طنز نہیں۔ غیر مبائعین کی طرف سے جماعت احمدیہ کے افراد کو "قادیانی" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ یہ وہ لفظ ہے۔ جو تمام غیر احمدی احمدیوں کے متعلق استعمال کرتے ہیں۔ مگر غیر مبائع اصحاب ہرگز تسلیم نہ کریں گے۔ کہ وہ ہمارے متعلق "قادیانی" کا لفظ بطور گالی استعمال کرتے ہیں۔ وہ یہی کہیں گے کہ ہم تمیز کے لئے یہ لفظ بولتے ہیں۔ اس رنگ میں ہم ان کو "لاہوری" کہہ کر ممتاز نہیں کرسکتے۔ کیونکہ نہ انہیں باشندگان لاہور کے بالمقابل لاہور میں اکثریت حاصل ہے۔ اور نہ جماعت احمدیہ کے افراد کے مقابل خاص لاہور میں ان کو امتیازی رنگ نصیب ہے۔ اس لئے ہم مجبوراً ان کو بیعت خلافت نہ کرنے کے باعث غیر مبائع کہہ سکتے ہیں۔ یا ان کے مشہور اخبار کے سبب سے انہیں پیغامی کے نام سے پکار سکتے ہیں بہرحال یہ گالی نہیں۔ اور نہ ہم اس کو بطور گالی استعمال کرتے ہیں۔

(۲)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غیر مبائعین میں تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خصوصیت سے نرمی کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب اس پر بھی طعن کرنے سے باز نہ رہ سکے اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ خطیب اور اس کے مرید ہمارا صحیح نام تک لینا گوارا نہیں کرتے پیغامی کہیں گے یا غیر مبائعین پیغامی تو ہم نے اپنا نام کبھی نہیں رکھا۔ کسی جماعت کو ایسے نام سے مخاطب یا یاد کرنا جو نام کہ اس نے اپنے لئے تجویز نہیں کیا۔ اور نہ وہ اسے پسند کرتی ہے گالی ہے۔"

(پیغام صلح ۸ رمئی ۱۹۴۰ء)

مولوی صاحب کے اس خطبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ پیغامی لفظ کو ناپسند فرماتے ہیں۔ مگر انہوں نے "غیر مبائع" کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ نیز انہوں نے اپنا وہ "صحیح نام" ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے پکارا جانا انہیں پسند ہے۔ براہ مہربانی وہ اپنا نام بتادیں۔ جو صحیح بھی ہو۔ اور انہیں جماعت احمدیہ قادیان سے ممتاز بھی کردے۔ تاکہ ہم آئندہ انہیں ان کے اس پسندیدہ نام سے یاد کیا کریں۔ جب تک صحیح امتیازی نام کا تصفیہ نہ ہو جائے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ہمیں معذور خیال فرمائیں۔ اگر ہم ان کے متبعین کو "غیر مبائعین" کے لفظ سے یاد کرتے رہیں۔

(۳)

اس سلسلہ میں مولوی صاحب نے گالی کی جو تعریف کی ہے۔ یعنی یہ کہ کسی جماعت کو ایسے نام سے مخاطب یا یاد کرنا جو اس نے تجویز نہ کیا ہو گالی ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے گذارش ہے۔ کہ جناب اور جناب کے رفقاء جب لاکھوں مرتبہ ہمیں "قادیانی" اور "قادیانیوں" کے نام سے مخاطب کرتے ہیں تو کیا آپ ماننے کے لئے تیار ہیں۔ کہ وہ سب گالیاں ہیں؟ بلکہ اسی خطبہ میں جس میں آپ نے گالی کی یہ تعریف کی ہے۔ آپ نے بار بار "قادیانیوں" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ کیا آپ اس طرز کلام کو گالی قرار دیتے ہیں یا نہیں؟ اب یا تو آپ کو گالی کی تعریف بدلنی پڑے گی یا پھر ماننا پڑے گا۔ کہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے لاکھوں مرتبہ جماعت احمدیہ کے افراد کو "قادیانی" کہہ کر گالیاں دیں۔ بلکہ جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ آپ کی زبان پر لفظ "قادیانیوں" کے سوا ہمارے لئے کوئی لفظ ہے ہی نہیں۔ آپ کے خورد و کلاں کی تحریروں میں بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ گالی کی جو تعریف آپ نے کی ہے۔ آپ کو تو بہرحال مسلم ہے۔ اور اس کی رو سے آپ میں کو بلا استثناء ہر شخص ہمیں گالی دینے والا ثابت ہو جائے گا۔ یہ صرف عام رنگ میں بات ہے۔ ورنہ جو مغلظات آپ اور آپ کے ساتھیوں نے جماعت احمدیہ کو دی ہیں انہیں شمار کرنے کا یہ موقعہ نہیں۔ میں تو آپ کی بیان کردہ تعریف کی رو سے آپ سے مؤدبانہ استفسار کر رہا ہوں۔

(۴)

جناب مولوی صاحب نے آج تو "غیر مبائعین اور پیغامی" کے لفظ کو گالی قرار دے دیا ہے۔ مگر جب ہمارے جذبات کا سوال آتا ہے۔ تو آپ کا رنگ ہی اور ہوتا ہے۔ بطور نمونہ میں دو مثالیں پیش کرتا ہوں قادیان سے شائع ہونے والے ایک اشتہار کے ذکر پر آپ نے فرمایا۔

(۱) "اس حرکت کو ہمارے ایک دوست نے قادیانی دجل سے موسوم کیا۔ جس پر بعض دوستوں نے شکایت کی۔ کہ یہ لفظ سخت ہے۔ لیکن ہے حقیقت پر مبنی۔ دجل کے معنی یہی ہیں کہ کسی کو جھوٹ بول کر دھوکا فریب دیا جائے۔"

(پیغام صلح ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

پھر اپنے ایک خط مندرجہ پیغام صلح (۲۴ اگست ۱۹۳۷ء) میں لکھتے ہیں۔

(۲) "باقی رہا یہ کہ کسی نے میاں صاحب کو یزید سے مشابہت دے دی۔ تو یہ کوئی گالی نہیں۔ یزید بھی تو اولوالامر میں سے تھا۔"

ان بیانات سے واضح ہے۔ کہ مولوی صاحب لفظ "قادیانی دجل" کی سختی کے اعتراف کے باوجود اسے گالی قرار دینے کی بجائے اسے "حقیقت پر مبنی" بتاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر اور جماعت احمدیہ کے محبوب پیشوا کو یزید کہنے کو گالی نہیں تسلیم کرتے اب غیر مبائع اصحاب غور فرمائیں کہ گالی کی جو تعریف مولوی صاحب نے اپنے تازہ خطبہ میں کی ہے۔ کیا وہ صرف ان کے متعلق ہی ہے۔ خدارا کوئی بتلائے۔ کہ یزید کہنا اگر گالی نہیں تو غیر مبائع کہنا کیونکر گالی ہے؟

خاکسار ابوالعطاء جالندھری

مذاکرہ علمیہ

آئن سٹائن کا نظریۂ اضافیت

(۱)

سر شاہ محمدؐ سلیمان جج فیڈرل کورٹ علوم طبیعات و ہیئت کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے ۱۹۳۳ء میں آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کی صحت کے متعلق شبہ کا اظہار کیا تھا۔ حال ہی میں انہوں نے پھر سٹیٹسمین کے نمائندہ سے دوران گفتگو میں اس نظریہ کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ آئن سٹائن کا عام نظریہ اضافیت اسطرانومیائی تجربات سے غلط ثابت ہوا ہے اور اس کی بنا ایسے اصول موضوعہ پر ہے جو غیر تسلی بخش ہیں۔ اور تجربہ سے صحیح ثابت نہیں ہوئے۔ چنانچہ آپ نے ماسکو کے ماہر علم ہیئت پروفیسر اے۔ اے میکلوف کے مشاہدات کا ذکر کیا۔ جو اس نے ۱۹ جون ۱۹۳۶ء کے سورج گرہن کے وقت سائبیریا میں کئے اور دسمبر ۱۹۳۹ء میں اپنے آخری نتائج سے سر شاہ محمدؐ سلیمان کو مطلع کیا۔ علاوہ ازیں امریکہ کے ڈاکٹر ہبل نے بھی اپنے لیکچروں میں جو اس نے آکسفورڈ میں دئیے عالم کے متعلق آئن سٹائن کے نظریہ کے بعض حصول کو درست قرار نہیں دیا۔

ڈاکٹر ٹی رائنڈز نے جسے گورنمنٹ آف انڈیا نے ۱۹ جون ۱۹۳۶ء کے سورج گرہن کے موقع پر سورج کی روشنی کے فوٹو لینے کے لئے جاپان بھیجا تھا۔ اپنے مشاہدات کی رو سے آئن سٹائن کے اخذ کردہ نتائج کی تغلیط کی ہے۔ غرض سر شاہ محمدؐ نے ان تینوں ہیئت دانوں کے مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے نظریہ اضافیت کی عدم صحت کا اعلان کیا۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے۔ کہ نظریہ اضافیت کی حیثیت خواہ کچھ ہو اس نے لوگوں کے تصورات اور قیاسات پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ یہ ایک بالکل اچھوتا نظریہ ہے جس کا سمجھنا اس کی جدت کی وجہ سے مشکل خیال کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ آئن سٹائن نے اس نظریہ کے تمام مسائل اصول ریاضی کے ذریعہ حل کئے ہیں۔ اور اعلےٰ ریاضی بھی عام لوگوں کی عقل و فہم سے بالا ہے۔ اس لئے یہ نظریہ بھی عوام کے لئے بھول بھلیاں بنا ہوا ہے۔ اور پھر عوام کے لئے اس کے سمجھنے میں سب سے بڑی دقت اصطلاحات کی ہے۔ علوم جدیدہ کے مسائل ناقابل فہم اصطلاحات کے باعث عوام کے دائرہ فہم و ادراک سے باہر رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ شاہ محمدؐ سلیمان کے تازہ بیان نے جو آپ نے نظریہ اضافیت کی تغلیط میں دیا۔ ایک قسم کی دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اس لئے اس کا مختصر بیان فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ مگر نظریہ اضافیت کے بیان کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے موجد البرٹ آئن سٹائن کی زندگی کے مختصر حالات پیش کئے جائیں۔

آئن سٹائن یہودی ہے۔ اور اس کا وطن جرمنی ہے۔ وہ ۱۴ مئی ۱۸۷۹ء کو جرمنی کے شہر اُلم میں پیدا ہوا۔ مبدءِ فیض کی طرف سے اسے اعلےٰ دماغ ملا تھا۔ اس کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا۔ کہ بارہ برس کی عمر میں علم ریاضی کی کتب اپنے اساتذہ سے مستعار لے کر ان کا مطالعہ کیا کرتا تھا میونک اور زیورک میں اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۰۱ء میں سوئٹزرلینڈ چلا گیا۔ اور وہاں انجینئر مقرر ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں اس نے نظریہ اضافیت کو ایک محدود شکل میں پیش کیا۔ اور اس کا نام خاص نظریہ اضافت رکھا۔ اس نظریہ سے اس کی شہرت کا آغاز ہوا۔ ۱۹۰۹ء میں وہ زیورک یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۹۱۲ء میں پراگ یونیورسٹی میں پروفیسری کے عہدہ پر مامور ہوا۔ اور ۱۹۱۴ء میں برلین دارالعلوم میں طبیعات کا پروفیسر بنا۔ یہ دارالعلوم علوم طبیعی کی ریسرچ کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ذہین اور قابل لوگوں کو تحقیق کے کام پر لگائے

برلین میں آئن سٹائن کو بارہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ ملتی تھی۔ اور وہاں اس کا کام صرف یہ تھا۔ کہ وہ خلوت میں بیٹھ کر تحقیق و تفحص کرتا رہے ۱۹۰۵ء میں اس نے عام نظریۂ اضافیت دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے علمی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ نیوٹن کے کلیہ تجاذب Law of Gravitation کی رو سے زمین دوسری چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ مگر آئن سٹائن نے اعلان کیا۔ کہ زمین میں ایسی کوئی قوت نہیں کہتے ہیں کہ آئن سٹائن نے برلن کی ایک بلند عمارت سے ایک شخص کو گرتے دیکھا۔ وہ دوڑا دوڑا اس کے پاس پہنچا۔ اور دیکھا کہ وہ کوڑے کرکٹ کے ایک نرم انبار پر گرا ہے۔ اور اسے چوٹ بالکل نہیں آئی۔ آئن سٹائن نے اس سے پوچھا۔ کہ گرتے وقت تمہیں کیا محسوس ہوا۔ اس نے کہا۔ مجھے یہ ہرگز محسوس نہیں ہوا۔ کہ زمین اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ اس واقعہ سے آئن سٹائن کو خیال پیدا ہوا۔ کہ نظریہ اضافیت اس حرکت پر بھی جو تجاذب سے پیدا ہوتی ہے۔ حاوی ہے۔ چنانچہ اس نے اس مسئلہ پر غور و فکر کر کے عام نظریۂ اضافیت کی عمارت قائم کی۔

جنگ عظیم کے شروع میں آسٹریا کے ۹۳ پروفیسروں نے ایک اعلان شائع کیا جس میں انہوں نے جرمنی کو اقدام جنگ کے الزام سے بری قرار دیا۔ اور اس کے رویہ کو حق بجانب ٹھہرایا۔ آئن سٹائن کو بھی اس اعلان پر صاد کرنے کے لئے کہا گیا۔ مگر اس نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۹۲۱ء میں اسے نوبل پرائز ملا۔ ۱۹۲۵ء میں اس نے کوپلے میڈل۔ اور ۱۹۲۶ء میں رائل اسطرانومیائی سوسائٹی کا گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۳۱ء میں اس نے اپنی تھیوری کے متعلق آکسفورڈ میں۔ اور ۱۹۳۳ء کیمرج میں لیکچر دئیے۔ یہودی ہونے کے باعث جرمنی کی حکومت نے چونکہ اس کی قدر نہ کی اس لئے وہ جرمنی کو خیرباد کہہ کر انگلستان چلا آیا۔

جنگ عظیم کے دوران میں وہ علمی تحقیقات میں مصروف رہا۔ چنانچہ عام نظریۂ اضافیت کی بنا پر اس نے بیان کیا۔ کہ جب کوئی ستارہ آفتاب کے نزدیک نظر آتا ہو۔ تو اس کی شعاعیں کسی قدر منحرف ہونی چاہئیں۔ اور کہا کہ اس انحراف کا سورج گرہن کے وقت مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء کے کسوف کلی میں ستاروں کا مشاہدہ کیا گیا۔ تو معلوم ہوا شعاعیں واقعہ میں آئن سٹائن کے قول کے مطابق منحرف ہوتی ہیں۔ اس تصدیق سے آئن سٹائن کی خوب شہرت ہو گئی۔ لیکن ۱۹۳۶ء کے کسوف کے مشاہدات کے وقت جن کا ذکر ابتدائے مضمون میں آیا ہے۔ آئن سٹائن کے قیاسات کی تصدیق نہ ہوئی۔

آئن سٹائن نے اضافیت کے علاوہ دیگر علوم طبیعات میں بھی بہت سی تحقیقات کی ہیں۔ جو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اپنے نظریہ کے متعلق آئن سٹائن نے خود لکھا ہے۔ کہ ”اگر (نظریۂ اضافیت سے) میرے اخذ کردہ نتائج میں سے ایک بھی غلط ثابت ہو جائے۔ تو اس کو بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ اس نظریہ میں ترمیم اس کی ساری کی ساری عمارت کو گرائے بغیر ناممکن ہے“

اب جیسا کہ سر شاہ محمدؐ سلیمان نے اس کے بعض حصوں کو نادرست قرار دے دیا ہے اس نظریہ کے متعلق شبہات کا پیدا ہونا قدرتی بات ہے لیکن اس کے باوجود نظریۂ اضافیت کے متعلق بہت سے لوگوں کا اعتقاد ابھی متزلزل نہیں ہوا۔ چنانچہ سر جے۔ جے ٹامس پریذیڈنٹ رائل سوسائٹی لنڈن اور پروفیسر علوم طبیعات کیمرج یونیورسٹی کی رائے یہ ہے کہ ”نیوٹن کے زمانہ سے لے کر نظریۂ تجاذب کے متعلق آج تک ایسا کوئی اہم کام نہیں ہوا۔ جیسا کہ آئن سٹائن نے کیا ہے۔ آئن سٹائن کا استدلال انسانی دماغ کے معراج کمال کا نتیجہ ہے“

پروفیسر میکس پلینگ برلن یونیورسٹی کے پروفیسر طبیعات لکھتے ہیں ”نظری طبیعات کے پہلے تمام قیاسات بلکہ فلسفی نظریات سے بھی یہ نظریہ گوئے سبقت لے گیا ہے۔ عالم کے طبیعی تصور میں اس سے جو انقلاب پیدا ہوا ہے۔ وہ وسعت نظر کے لحاظ سے اس انقلاب سے کم نہیں۔ جو کوپرنیکی نظام سے ہوا تھا“

آئن سٹائن کا نظریہ اضافیت دو حصول پر مشتمل ہے۔ خاص نظریۂ اضافیت اور عام نظریہ

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام تحریک جدید کے جلسے

نوشہرہ چھاؤنی۔ بعد نماز مغرب جلسہ ہؤا۔ جس میں امیر صاحب جماعت نوشہرہ اور مرزا غلام حیدر صاحب پلیڈر نوشہرہ اور اللہ دتا صاحب نے تقریریں کیں۔ مالی وعدوں کو جلد از جلد پورا کرنے کی طرف دوستوں کو خاص طور پر توجہ دلائی گئی۔

ماڑی بوچیاں۔ ڈاکٹر چوہدری سلطان علی خان صاحب کی صدارت میں مولوی احمد خان صاحب نسیم نے مؤثر تقریر کی۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی بھی شریک جلسہ ہوئے جنہوں نے بعد میں اظہار کیا۔ کہ ایسی اچھی تحریک ہمیں اس سے پہلے سننے کا اتفاق نہیں ہؤا۔

مونگھیر۔ حکیم خلیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مونگھیر کی صدارت میں جلسہ ۸ بجے شب شروع ہؤا۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ ۱۰½ بجے ختم ہؤا۔ مقررین نے علاوہ دیگر امور کے تبلیغی جہاد پر اچھی طرح روشنی ڈالی۔ سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے کوشش سے ممبرات کو کافی تعداد میں حاضر کیا۔ جلسہ سے قبل مولوی عبد الباقی صاحب نے حاضرین کی چائے سے تواضع کی۔

بنگہ زیر صدارت میاں غلام نبی صاحب مسجد احمدیہ میں ۹ بجے شب جلسہ منعقد ہؤا۔ جس میں عطا محمد صاحب زعیم مجلس اور منشی فضل دین صاحب اور محمد نبی صاحب نے تحریک جدید کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ ۱۰½ بجے جلسہ دعا پر برخاست ہؤا۔

سیالکوٹ ۱۱ بجے شام زیر صدارت زعیم مجلس ڈاکٹر عبد الحق صاحب جامعہ مسجد احمدیہ میں منعقد ہؤا۔ تلاوت اور نظم کے بعد صاحب صدر نے پہلے مطالبہ کی وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد شریف شاہ صاحب شیخ روشن دین صاحب تنویر۔ بابو قاسم الدین صاحب۔ چوہدری فضل احمد صاحب۔ محمد نواز صاحب نقیب اور سید غفور شاہ صاحب نے مختلف پہلوؤں پر تقاریر فرمائیں۔ آخیر پر چوہدری اللہ دتہ صاحب نے مالی مطالبہ کو پیش کیا۔ اور مغرب کے وقت جلسہ برخاست ہؤا۔

حیدرآباد دکن۔ مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کا جلسہ احمدیہ جوبلی ہال میں مولوی محمد حسین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر صدارت ہؤا۔ جس کے لئے جماعت کے ہر دوست کو بالمشافہ انفرادی تحریک کی گئی۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب۔ سیٹھ محمد معین الدین صاحب سیٹھ علی محمد صاحب۔ مولوی محمد لقمان صاحب۔ اور حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے تقاریر فرمائیں۔ حیدرآباد اور سکندرآباد ہر دو مقامات سے احمدی احباب اور مستورات شریک جلسہ ہوئیں۔ اس موقعہ پر مجلس کی جانب سے تحریک جدید کے مطالبات کا خلاصہ اور اس کی اہمیت سے متعلق حضرت امیر المومنین کے بعض چیدہ چیدہ اقتباسات کو طبع کروایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ تحریک جدید کے متعلق کارڈ بھی چھپوائے گئے تھے جو اس موقعہ پر احباب کی خدمت میں ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی تحریک کے ساتھ تقسیم کئے گئے۔

راولپنڈی چوہدری ظہیر احمد صاحب قائد مجلس کی صدارت میں جلسہ منعقد ہؤا۔ صدر جلسہ، امیر جماعت چوہدری فتح محمد صاحب۔ عبد القیوم صاحب۔ میاں محمد عالم صاحب مولوی محمد عبد اللہ صاحب۔ محمد یعقوب صاحب اور عبد القادر صاحب نے تقریریں کیں۔ مالی مطالبات کی طرف خاص طور پر زور دیا گیا۔

جموں حویلی خواجہ کرم داد خان صاحب میں پانچ بجے شام جلسہ منعقد ہؤا جس میں خدام نے تحریک جدید کے مختلف مطالبات پر روشنی ڈالی۔ اور احباب جماعت کو ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

تلونڈی جھنگلاں جامع مسجد میں چوہدری بشیر احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہؤا۔ جس کے اعلان کے لئے جلوس نکالا گیا۔ تحریک جدید کے تمام پہلوؤں کو وضاحت سے بیان کیا گیا۔ عورتوں کا جلسہ علیحدہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مولوی محمد رمضان صاحب انور نے تقریر کی۔

دھرمکوٹ بگہ مسجد احمدیہ میں زیر صدارت شیخ جلال الدین صاحب جلسہ منعقد ہؤا۔ جس میں منشی عبد الغنی صاحب، مولوی نواب دین صاحب اور شیخ فضل حق صاحب نے تحریک جدید کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔

بھینی شتر قیور احباب جماعت نے تقاریر کو شوق و دلچسپی سے سنا۔

ملتان جلسہ میں جماعت کے تمام افراد اور مستورات نے شرکت کی۔ ہر مطالبہ پر دو دو اصحاب نے تقریریں کیں۔

لاہور مجالس خدام الاحمدیہ لاہور گنج۔ مغل پورہ اور باغبانپورہ کا مشترکہ جلسہ مسجد احمدیہ میں شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت کیا گیا۔ جس کے لئے قبل از وقت اشتہار شائع کیا گیا تھا۔ مختلف مقررین نے تحریک جدید کے تمام مطالبات موزوں پیرایہ میں بوضاحت بیان کئے۔ اور ان پر عمل کرنے کی جماعت کو دعوت دی۔

جہلم جلسہ بعد نماز مغرب منعقد کیا گیا۔ تمام مطالبات پر مختلف دوستوں نے لیکچر دئیے۔

کریام ضلع جالندھر جلسہ زیر صدارت چوہدری محمد خان صاحب منعقد ہؤا۔ جس میں چوہدری عبد المجید خان صاحب۔ چوہدری امجد علی خان صاحب۔ چوہدری محمد یوسف علی خان صاحب اور ماسٹر عبد الغنی خان صاحب نے تقاریر کیں۔ آخر میں چوہدری نعمت خان صاحب نے مفصل تقریر کی۔

لودھراں ضلع ملتان ۔ مورخہ ۵ ہجرت ۳ بجے شام زیر صدارت جناب منشی محمود خان صاحب جلسہ تحریک جدید منعقد کیا گیا۔ جس میں منشی عبد الرحیم صاحب سیکرٹری تبلیغ۔ منظور احمد خان صاحب اور منشی صادق محمد خان صاحب قائد مجلس نے تحریک جدید کے مطالبات کو وضاحت سے بیان کیا۔ منور احمد خان صاحب طالب علم نے کتاب سے مطالبہ کفایت اور آمد پڑھ کر سنایا۔ آخر میں صاحب صدر نے مدلل طور پر تحریک جدید کے فوائد کو بیان کیا۔

باڑی پورہ کشمیر زیر صدارت راجہ غلام محمد صاحب سیکرٹری مال باڑی پورہ جلسہ منعقد ہؤا۔ جس میں باڑی پورہ۔ چک امیر چ۔ بوگام۔ کاکٹھ پورہ۔ زونہ منی کے احباب شامل ہوئے۔ راجہ محمد ایوب خان صاحب راجہ عطاء اللہ خان صاحب راجہ غلام محمد خان صاحب غلام رسول صاحب میر کاکٹھ پورہ۔ غلام رسول صاحب باڑی پورہ غلام محمد صاحب میر اور عبد السلام صاحب گاگ نے تقاریر کیں۔

خاکسار:- خلیل احمد جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی سب جج صاحب بہادر درجہ دوم منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

اجرائے ۹۶۵/۱۰

تولیرام و بیراچند پسران لدھارام سکنہ سوہاوہ چھیدن تحصیل پھالیہ ڈگریدار

بنام

امر سنگھ ولد سندر سنگھ ساکن سوہاوہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی امر سنگھ ولد سندر سنگھ ساکن سوہاوہ چھیدن مذکور تعمیل نوٹس اجرائے اشتہار سے عمداً گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام امر سنگھ ولد سندر سنگھ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر امر سنگھ مذکور تاریخ یکم جون ۱۹۴۰ء مقام منڈی بہاؤالدین حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۴۰ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

پیرس ۱۴ مئی۔ برسلز سے آمدہ ایک خبر مظہر ہے۔ کہ جرمن ہائی کمانڈ نے حکم دیا ہے کہ سات ہزار ہوائی جہاز بلجیم کے محاذ پر پہنچ کر سول اور ملٹری دونوں استحکامات پر بمباری شروع کر دیں۔ کھلے شہروں پر بمباری کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت فرانس ڈچ ایسٹ انڈیز کے معاملہ میں مداخلت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

میرٹھ ۱۴ مئی۔ آج یہاں چھ دکاندار ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کرنسی نوٹوں کے عوض نقد روپیہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کی درخواست ضمانت بھی نامنظور کر دی گئی ہے۔

شملہ ۱۴ مئی۔ ہندوستان میں زیادہ مقدار میں ارزاں قیمت پر سامان جنگ تیار کرنے کا ٹھیکہ ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والی ہندوستانی فرم کو دیدیا گیا ہے۔

لنڈن ۱۵ مئی۔ ہالینڈ کے کمانڈر انچیف نے فوجوں کو حکم دیا ہے۔ کہ لڑائی بند کر دیں۔ تاہم اس ملک کے کئی حصوں میں تاحال لڑائی جاری ہے اس حکم کا اثر ہالینڈ کے سمندری بیڑے پر نہیں ہوگا۔ ڈچ ایسٹ انڈیز میں لوگ فوج میں دھڑا دھڑ بھرتی ہو رہے ہیں اور ملکہ سے وفاداری کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہالینڈ کی بہت سی کمپنیوں اور بنکوں نے اپنے دفاتر ڈچ ایسٹ انڈیز میں منتقل کر لئے ہیں۔ ہالینڈ اور دوسرے ملکوں میں جہازوں کی آمد و رفت بند ہے مگر امریکہ کے ساتھ جاری ہے۔ لڑائی کے نتیجہ میں ڈچ ایسٹ انڈیز کے ساتھ ہندوستان کی تجارت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

پیرس ۱۵ مئی۔ فرانسیسی گورنمنٹ نے آج صبح اعلان کیا ہے۔ کہ لڑائی کا زور بلجیم میں بہت بڑھ رہا ہے اور ٹینکوں کی لڑائی پوری شدت کے ساتھ ہو رہی ہے۔ کئی مقامات پر دشمن کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ نامور سے لے کر شیرس تک ریلوے جنکشن تک جرمن اپنا پورا زور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

ہالینڈ نے جرمنی کے مقابلہ میں ہتھیار ڈالدیئے

لگا رہے ہیں۔ دوسرے مورچوں کے متعلق کوئی خاص خبر نہیں آئی۔ جرمنوں کا دعویٰ ہے کہ نامور کے دو قلعے ان کے قبضہ میں آچکے ہیں۔

روم ۱۵ مئی۔ اٹلی میں کوئی بیس ہزار امریکن رہتے ہیں۔ امریکن سفیر نے ان سے کہا ہے۔ کہ ابھی رستہ کھلا ہے اس لئے اپنے ملک میں واپس چلے جائیں ورنہ لڑائی کی آگ اگر دور تک پھیل گئی۔ تو بہت مشکل ہوگی۔ اٹلی سے روانہ ہونے والے امریکن جہاز کھچا کھچ بھرے ہوتے ہیں۔ ان میں بلجیم اور ہالینڈ سے بھاگے ہوئے امریکن بکثرت سوار ہو رہے ہیں۔

روم میں آج پھر انگریزوں اور اتحادیوں کے خلاف سکولوں اور کالجوں کے دس ہزار طلباء نے اودھم مچایا مگر پولیس نے انہیں منتشر کر دیا۔ اتحادی قونصل خانوں پر فوج کا پہرا سخت کر دیا گیا۔

بمبئی ۱۵ مئی۔ پشاور جانے والی فرنٹیئر میل یہاں سے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع ایک سٹیشن جے کوٹ پر ایک مال گاڑی سے ٹکرا گئی۔ پندرہ شخص ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔ اس حادثہ کی تفاصیل کا تاحال علم نہیں ہو سکا۔

لاہور ۱۵ مئی۔ آج پھر یہاں پولیس نے ایک درجن خاکسار گرفتار کر لئے۔ جو وردیاں پہن کر بازار میں پریڈ کرنے کے لئے نکلے تھے۔

۱۹ مارچ کو خاکسار وں پر فائرنگ کے واقعہ کی تحقیقات کرنے والی کمیٹی نے آج اپنا کام ختم کر دیا۔ کل ۷۰ گواہیاں ہوئیں۔ ۴۱ سرکاری اور ۲۹ کو کمیٹی نے خود طلب کیا۔ رپورٹ عنقریب حکومت کو بھیج دی جائے گی۔

لنڈن ۱۵ مئی۔ آج اتحادی ہوائی جہازوں نے سیڈان کے علاقہ میں دشمن پر سخت حملے کئے اور اسے بہت نقصان پہنچایا۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ انگریزی بمبار طیاروں نے جرمن فوجوں اور ٹینکوں پر جھک جھک کر حملے کئے۔ دو پلے اور دو کچے پل اڑا دیئے اور ۱۵ جرمن طیارے نیچے گرائے گزشتہ شب بالبو کے علاقہ میں ٹینکوں کی سخت لڑائی ہوئی۔ یہ علاقہ بلجیم کے بیچوں بیچ ہے۔ دشمن کو اس لڑائی میں پیچھے ہٹنا پڑا۔

جرمن فوجیں آج ہالینڈ کے پایہ تخت میں داخل ہو گئیں۔ اور شہر کے وسط میں اپنا جھنڈا اگاڑ دیا۔ زیلینڈ کے صوبہ میں لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ صوبہ بلجیم سے ملا ہوا ہے۔ ہالینڈ سے جو سپاہی واپس آگئے ہیں۔ ان کی ایک نئی فوج بنائی جائے گی۔ ڈچ گورنمنٹ اس کے متعلق لنڈن میں سوچ بچار کر رہی ہے۔ ڈچ بیڑا اتحادی بیڑوں کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔ راٹرڈم کا ہوائی اڈہ بھی جرمنوں کے قبضہ میں آگیا ہے۔ اس میں انگلستان پر بم برسانے کے انتظامات کئے جائینگے ہالینڈ میں بعض اور جگہیں بھی انگلستان سے بہت قریب ہیں۔ ایک جگہ سے لنڈن صرف ۵۰ منٹ کے فاصلے پر ہے مگر اب برطانوی طیاروں کے لئے بھی ہالینڈ میں جرمن اڈوں پر بمباری آسان ہوگی۔ اور وہ لگاتار بم برسا سکیں گے اس لڑائی میں جرمنوں کو پتہ لگ گیا ہے کہ انگریزی طیارے ان کو ناک چنے چبوا سکتے ہیں۔

پیرس ۱۵ مئی۔ فرانس کے اخبار لکھ رہے ہیں۔ کہ لوگوں کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ جرمن ہتھیلی پر سر رکھ کر لڑ رہے ہیں۔ لڑائی بڑی شدید ہے اس لئے اگر کوئی اچھی یا بری خبر ملے۔ تو اس سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے۔ کہ کام بگڑ گیا۔ یا بن گیا۔ چار دن کی لڑائی میں صرف یہ ہوا ہے۔ کہ دونو فوجوں کے اگلے دستے ایک دوسرے کے سامنے آسکے ہیں۔

لنڈن ۱۵ مئی۔ ناروے کے شمال میں اتحادیوں کی اور فوجیں پہنچ گئی ہیں۔ ان کے سامنے جرمن مورچے ہیں جن پر گولہ باری کی جا رہی ہے۔ ناروے میں ابھی لڑائی ہو رہی ہے۔ اور انگریزوں نے اس سے جو امداد کا وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا جا رہا ہے۔ جرمنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہمیں اس علاقہ کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ جھوٹ ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ وہاں فوجیں کیوں بھیجتے۔

پیرس ۱۵ مئی۔ جرمنی چاہتا ہے کہ فرانس اپنی اٹلی کی سرحد پر بھی فوجیں رکھے۔ تا اسے آسانی ہو۔ فرانس کو پہلے ہی ایسی باتوں کا خیال تھا۔ اور اس نے سب طرف مناسب انتظام کر رکھے ہیں۔ مگر میجنو لائن کے استحکامات پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اس کی جنوب مشرقی سرحد بھی کافی مضبوط ہے۔ اسے خوب معلوم ہے۔ کہ اگر اٹلی ادھر سے حملہ نہ بھی کرے تو خطرہ ہے کہ جرمنی سوئٹزرلینڈ سے گذر کر اس طرف سے حملہ نہ کر دے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اٹلی بھی کوئی خاص قدم عنقریب اٹھائیگا نیسٹوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ چونکہ ممکن ہے سکریٹریوں کو عنقریب لڑائی پر جانا پڑے۔ اس لئے ۲۰ مئی تک ہر مجلس نائب سکریٹری منتخب کرے۔ تمام سکول بھی ۱۵ مئی سے بند ہو رہے ہیں۔

لنڈن ۱۱ مئی۔ آج شام مقامی اخبارات نے ہالینڈ والوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کو سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ نیز لکھا ہے کہ ہالینڈ کے ہوائی اڈے جرمنی کے قبضہ میں کر لئے جانے سے انگلستان کے لئے خطرہ بہت بڑھ گیا ہے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی